چہرے کا پردہ
واجب، مستحب یا بدعت؟ (۵)

تحریر: حافظ محمد زبیر

مضمونِ ہٰذا کی پچھلی قسط میں موجود آخری حدیث کے حوالے سے محترم پروفیسر خورشید عالم صاحب نے توجہ دلائی ہے کہ اس حدیث میں موجود الفاظ ''فَقَبَضَ النَّبِیُّ ﷺ یَدَهٗ'' کا ترجمہ ''آپؐ نے اس عورت کے ہاتھ کو پکڑ لیا'' کیا گیا ہے، حالانکہ 'قَبَضَ' کا لفظ یہاں ''پکڑنے'' کی بجائے ''بند کرنے'' کے معنی میں ہے، یعنی صحیح ترجمہ یہ ہوگا کہ ''نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ کو بند کرلیا یا سمیٹ لیا''۔ جزاہ اللہ الخیر۔ اس کی تائید نسائی کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ امْرَأَةً مَدَّتْ یَدَهَا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ بِکِتَابٍ فَقَبَضَ یَدَهٗ فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَدَدْتُ یَدِیْ اِلَیْكَ بِکِتَابٍ فَلَمْ تَأْخُذْهُ، فَقَالَ: ((اِنِّیْ لَمْ اَدْرِ اَیَدُ امْرَأَةٍ هِیَ اَوْ رَجُلٍ)) (۱۲۸)

''حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنے ہاتھ میں موجود ایک خط نبی اکرم ﷺ کی طرف بڑھایا تو آپؐ نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا۔ اس عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنا ہاتھ آپؐ کی طرف بڑھایا تاکہ آپؐ کو خط دے سکوں، لیکن آپؐ نے وہ خط نہ لیا؟ تو آپؐ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ یہ کسی عورت کا ہاتھ ہے یا کسی مرد کا۔''

(گزشتہ سے پیوستہ)

۱۹) عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْحُیَّضَ یَوْمَ الْعِیْدَیْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَیَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَیَعْتَزِلُ الْحُیَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ، قَالَتِ امْرَأَةٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدَانَا لَیْسَ لَهَا

جِلْبَابٌ؟ قَالَ :((لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا)) (۱۲۹)

''حضرت اُمّ عطیہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم حیض والی اور پردہ نشین عورتوں کو عیدین کے دن نکالیں' وہ مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں حاضر ہوں' اور حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ''اس کی سہیلی اس کو اپنی چادر میں شریک کرے''۔

اس حدیث سے پتا چلتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں بغیر چادر باہر نکلنے کا کوئی تصور بھی نہ تھا۔ چادر کے لیے اس حدیث میں جلباب کا ذکر آیا ہے اور ہم پہلے یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ جلباب آپؐ کے زمانے میں چہرے اور سارے جسم کو ڈھانپنے کے لیے استعمال ہوتی تھی۔ جیسا کہ حضرت عائشہ ؓ کی بخاری کی روایت سے ظاہر ہے۔

۲۰) عَنْ نَبْهَانَ مَوْلٰی اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَيْمُوْنَةَ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهٗ اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا اُمِرْنَا بِالْحِجَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِحْتَجِبَا مِنْهُ)) فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا؟ اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ؟))(۱۳۰)

''حضرت اُمّ سلمہ ؓ کے آزاد کردہ غلام نبہان سے روایت ہے کہ حضرت اُم سلمہؓ نے ان سے بیان کیا کہ وہ اور حضرت میمونہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں۔ حضرت اُمّ سلمہ کہتی ہیں کہ اسی دوران جبکہ ہم آپؐ کے پاس تھیں' ابن اُمّ مکتوم آئے۔ اور یہ حجاب کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ: ''اس سے پردہ کرو''۔ تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ تو وہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی ہمیں جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم دونوں اس کو دیکھ نہیں رہیں؟''

حدیث کے الفاظ ''اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا'' اس بات کی دلیل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں حجاب کرتی تھیں' کیونکہ حضرت اُمّ سلمہ اور حضرت میمونہ ؓ کو جب آپؐ نے ابن اُمّ مکتوم سے حجاب کا حکم دیا تو انہوں نے کہا کہ وہ نابینا ہیں'

ہمیں دیکھ نہیں سکتے' لہٰذا ان سے حجاب کی ضرورت نہیں ہے۔ شارحین کے مابین حدیث کے اس حصے کے مفہوم میں اختلاف نہیں ہے۔ جہاں تک اللہ کے رسول ﷺ کے قول "اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ" کا تعلق ہے تو اس بارے میں اقوال ہیں۔ راجح قول یہی ہے کہ عورت کے لیے مرد کی طرف دیکھنے کی رخصت ہے' بشرطیکہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ کیونکہ حضرت عائشہ ؓ کے بارے میں بخاری میں روایت موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کو حبشیوں کا کھیل دکھایا۔ ویسے بھی چہرے کو ڈھانپنے کا حکم عورتوں کے لیے ہے مَردوں کے لیے نہیں۔ بنابریں ان دونوں روایات میں تطبیق یہی ہے کہ بنیادی طور پر نابینا شخص کے سامنے بے محابا آنے کی بھی ممانعت ہے۔ اس لیے کہ ایک قسم کا نفسیاتی حجاب جو کہ تقویٰ اور ورع کی علامت ہے' بہرحال برقرار رہنا ضروری ہے۔ ایک دوسری رائے یہ ہے کہ حجاب کا حکم تو تمام مسلمان عورتوں کے لیے عام تھا' لیکن مَردوں کی طرف نہ دیکھنے کا حکم صرف ازواجِ مطہرات ؓ کے لیے ہے' جیسا کہ حضرت اُمّ سلمہ ؓ والی روایت سے پتا چل رہا ہے۔ امام ابوداوٗد اس حدیث کو اپنی کتاب میں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هٰذَا لِاَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً اَلَا تَرَى اِلَى اعْتِدَادِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ قَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ: ((اِعْتَدِّيْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ اَعْمَى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ عِنْدَهٗ)) (۱۳۱)

''یہ حکم ازواجِ مطہرات کے لیے مخصوص ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ نبی اکرم ﷺ نے فاطمہ بنت قیس ؓ کو ابن اُمّ مکتوم ؓ کے ہاں عدت گزارنے کا مشورہ دیا۔ آپؐ نے فاطمہ بنت قیس ؓ سے کہا تھا کہ ''ابن اُمّ مکتوم کے ہاں عدت گزارلو۔ بیشک وہ نابینا آدمی ہے۔ تم اپنے اضافی کپڑے (چادر وغیرہ) بھی وہاں اتار سکتی ہو۔''

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری جامع الترمذی کی شرح میں لکھتے ہیں:

والاصح انه يجوز نظر المرأة الى الرجل فيما فوق السرة وتحت الركبة بلا شهوة وهذا الحديث محمول على الورع والتقوى۔ قال السيوطي رحمه الله كان النظر الى الحبشة عام قدومهم سنة سبع ولعائشة يومئذ ست عشرة سنة وذلك بعد الحجاب فيستدل به على جواز نظر المرأة الى الرجل۔ انتهى۔ وبدليل انهن كن يحضرن

الصلاة مع رسول الله ﷺ في المسجد ولابد ان يقع نظرهن الى الرجال فلو لم يجز لم يؤمرن بحضور المسجد والمصلى ولانه امرت النساء بالحجاب عن الرجال' ولم يؤمر الرجال بالحجاب كذا فى المرقاة وقال ابوداؤد فى سننه بعد رواية حديث امّ سلمة هذا ما لفظه : هذا لازواج النبى ﷺ خاصة ...... وقال الحافظ فى التلخيص : هذا جمع حسن وبه جمع المنذرى فى حواشيه واستحسنه شيخنا انتهى ...... قال ويؤيد الجواز استمرار العمل على جواز خروج النساء الى المساجد والاسواق والاسفار منتقبات لئلا يراهن الرجال ولم يؤمر الرجال قط بالانتقاب لئلا يراهم النساء فدل على مغايرة الحكم بين الطائفتين قوله (هذا حديث حسن صحيح) قال الحافظ فى الفتح بعد ذكر هذا الحديث اخرجه اصحاب السنن من رواية الزهرى عن نبهان مولى ام سلمة عنها واسناده قوى واكثر ما علل به انفراد الزهرى بالرواية عن نبهان وليست بعلة قادحة۔ فان من يعرفه الزهرى ويصفه بانه مكاتب ام سلمة ' ولم يجرحه احد لا ترد روايته [١٣٢]

''اور صحیح قول یہی ہے کہ عورت کے لیے مرد کی طرف ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے تک دیکھنا جائز ہے' بشرطیکہ یہ شہوت کے ساتھ نہ ہو۔ اور یہ (اُمّ سلمہؓ والی) حدیث ورع اور تقویٰ پر محمول ہوگی۔ امام سیوطی نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کا حبشیوں کو دیکھنا ہجرت کے ساتویں سال کا واقعہ ہے جبکہ حضرت عائشہؓ کی عمر ۱۶ سال تھی اور یہ واقعہ حجاب کی آیات کے نزول کے بعد کا ہے۔ پس اس واقعہ سے عورت کے مرد کی طرف دیکھنے کے جواز پر استدلال کیا جائے گا۔ (امام سیوطی کا کلام ختم ہوا۔) اور اس کے جواز کی دلیل یہ بھی ہے کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں نماز کے لیے حاضر ہوتی تھیں تو ان کی نظروں کا مَردوں پر پڑنا ایک لازمی امر تھا۔ اور اگر عورتوں کا مَردوں کی طرف دیکھنا جائز نہ ہوتا تو عورتوں کو مسجد اور عیدگاہ میں آنے کی اجازت نہ ہوتی۔ اور اس کے جواز کی دلیل یہ بھی ہے کہ عورتوں کو تو مَردوں سے پردے کا حکم دیا گیا لیکن مردوں کو عورتوں سے پردے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اسی طرح مرقاۃ میں ہے۔

اور امام ابوداؤد نے اس روایت کو سنن ابی داؤد میں نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ حکم (عورتوں کا مردوں کی طرف نہ دیکھنا) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لیے خاص ہے۔
حافظ ابن حجر نے تلخیص میں لکھا ہے کہ یہ اچھی تطبیق ہے اور امام منذری نے بھی اپنے حواشی میں ان احادیث کو اسی طرح جمع کیا ہے اور کہا ہے کہ ہمارے شیخ نے اس جمع کو مستحسن قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ عورتوں کا مردوں کی طرف دیکھنا اس لیے جائز ہے کہ اُمت کے تواتر عملی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورتیں ہمیشہ مساجد بازار اور سفر کے لیے نقاب پہن کر نکلتی ہیں تاکہ مرد انہیں نہ دیکھیں جبکہ مردوں کو نقاب کا بالکل بھی حکم نہیں دیا گیا کہ عورتیں اُن کو نہ دیکھیں۔ تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں گروہوں کا حکم مختلف ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس حدیث کے ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس کو اصحاب سنن نے زہری کے ذریعے اُم سلمہ کے آزاد کردہ غلام نبہان سے اور انہوں نے اُم سلمہ سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کی سند قوی ہے۔ اور سب سے زیادہ اس حدیث میں جو علت بیان کی جاتی ہے وہ یہ کہ امام زہری نبہان سے روایت لینے میں منفرد ہیں۔ یہ علت قادحہ (عیب لگانے والی) نہیں ہے کیونکہ جسے امام زہری جیسے جلیل القدر محدث جانتے ہوں اور اس کی صفت یہ بیان کریں کہ وہ اُم سلمہ کا مکاتب ہے اور اس پر کسی نے جرح بھی نہ کی ہو تو ایسے راوی کی روایت مردود نہ ہوگی۔''

<u>علامہ البانی کا موقف</u>: علامہ البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک اس حدیث کی سند میں موجود ایک راوی نبہان مجہول العین ہے۔

<u>امام ابن حبان امام نووی امام ترمذی اور ابن حجر کا موقف</u>: جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ امام ترمذی اور ابن حجر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے علاوہ ازیں ابن حبان نے نبہان کو ثقہ قرار دیا ہے گویا کہ ان کے نزدیک بھی یہ روایت صحیح ہے۔ اسی طرح امام نووی نے اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے:

وھذا الحدیث حدیث حسن رواہ ابوداؤد والترمذی۔ قال الترمذی ھو حدیث حسن ولا یلتفت الی قدح من قدح فیہ بغیر حجۃ معتمدۃ[۱۳۳]

''اور یہ حدیث حسن ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی نے اسے نقل کیا ہے۔ امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور جو شخص اس حدیث پر جرح کرتا ہے اس کی جرح بغیر کسی مضبوط

دلیل کے نا قابل التفات ہے۔''
لہٰذا علامہ البانی کی نسبت ان جلیل القدر محدثین کی تصحیح کو ترجیح حاصل ہے۔

منکرین حجاب اور احادیث مبارکہ

جو لوگ حجاب کے لزوم کا انکار کرتے ہیں وہ درج ذیل احادیث سے دلائل پکڑتے ہیں۔

دلیل اول :

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ تِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ : ((نَعَمْ)) وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ(١٣٤)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سواری پر بیٹھے تھے تو ایک عورت جو قبیلہ خثعم سے تعلق رکھتی تھی' آئی۔ حضرت فضل بن عباسؓ اس عورت کی طرف دیکھنے لگے اور وہ اُنؓ کی طرف دیکھنے لگی۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت فضل بن عباسؓ کا چہرہ پکڑ کر اُس کا رُخ دوسری طرف پھیر دیا۔ اس عورت نے آپؐ سے سوال کیا کہ میرے باپ پر بڑھاپے میں حج فرض ہوا ہے اور وہ سواری پر سیدھا بیٹھ بھی نہیں سکتا' کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ تو آپؐ نے فرمایا: ''ہاں''۔ اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔''

ہم پہلے یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ اس حدیث سے چہرے کے پردے کے عدم وجوب استدلال درست نہیں ہے' کیونکہ یہ عورت حالتِ احرام میں تھی اور حالتِ احرام میں عور کے لیے چہرہ کھلا رکھنا مشروع ہے۔

ابن بطال نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

وفيه دليل على ان نساء المومنين ليس عليهن من الحجاب ما يلزم ازواج النبى ﷺ ' اذ لولزم ذلك جميع النساء لأمر النبى ﷺ الخثعمية بالاستتار ولما صرف وجه الفضل' قال :وفيه دليل على ان

ستر المرأة وجهها ليس فرضا لاجماعهم على ان للمرأة ان تبدى وجهها في الصلاة ولو رآه الغرباء (۱۳۵)

''اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ مسلمان عورتوں پر وہ حجاب فرض نہیں ہے جو کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج کے لیے لازم تھا۔ اگر یہ حجاب تمام عورتوں کے لیے لازم ہوتا تو آپ ﷺ قبیلہ خثعم کی عورت کو پردہ کرنے کا حکم دیتے اور فضل بن عباس کا چہرہ دوسری طرف نہ پھیرتے۔ ابن بطال نے کہا کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ عورت کا اپنے چہرے کو چھپانا فرض نہیں ہے' کیونکہ اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت نماز میں اپنا چہرہ کھلا رکھے گی چاہے اجنبی اسے دیکھ رہے ہوں۔''

علامہ ابن حجر ابن بطال کا موقف نقل کرنے کے بعد اس پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت : وفى استدلاله بقصة الخثعمية لما ادعاه نظر لانها كانت محرمة (۱۳۶)

''میں یہ کہتا ہوں کہ ابن بطال کا قبیلہ خثعم کی عورت کے قصے سے استدلال کرنا محل نظر ہے' کیونکہ وہ عورت حالت احرام میں تھی۔''

علامہ البانی کا موقف:

علامہ البانی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ قبیلہ خثعم کی عورت حالتِ احرام میں نہ تھی۔ علامہ البانی ''ابن حجر'' کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قلت : كلا' فانه لا دليل على انها كانت محرمة' بل الظاهر خلافه۔ فقد قدمنا عن الحافظ نفسه ان سؤال الخثعمية للنبى ﷺ إنما كان بعد رمى جمرة العقبة ' اى بعد التحلل فكأن الحافظ نسى ما كان حققه هو بنفسه رحمه الله تعالى' ثم هب انها كانت محرمة فان ذلك لا يخدج فى استدلال ابن بطال المذكور البتة۔ ذلك لان المحرمة تشترك مع غير المحرمة فى جواز ستر وجهها بالسدل عليه كما يدل على ذلك الحديث الرابع والخامس الآتيين وانما يجب عليها ان لا تنتقب فقط۔ فلو ان كشف المرأة لوجهها امام الاجانب لا يجوز' لامرها ﷺ ان تسبل عليه من فوق كما قال ابن حزم لا سيما وهى من احسن النساء واجملهن وقد كاد الفضل بن عباس ان يفتتن بها! ومع

هذا كله لم يأمرها ﷺ بل صرف وجه الفضل عنها' ففى هذا دليل ايضا على ان الستر المذكور لا يجب على المرأة ولو كانت جميلة[١٣٧]

قارئین کی آسانی کی خاطر ہم علامہ البانی کی عبارت کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

علامہ البانی کا پہلا دعویٰ:

قلت :كلا ' فانه لا دليل على انها كانت محرمة' بل الظاهر خلافه

''میں (البانی) یہ کہتا ہوں کہ ہرگز ایسا نہیں ہے (جو کہ ابن حجر نے بیان کیا ہے)' کیونکہ اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ وہ عورت حالتِ احرام میں تھی' بلکہ بظاہر حقیقت اس کے خلاف معلوم ہوتی ہے''۔

جواب دعویٰ: علامہ البانی کا یہ کہنا کہ عورت کے حالتِ احرام میں ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے' صریح نص کے خلاف ہے۔ بہت ساری احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ واقعہ اُس وقت کا ہے جبکہ وہ عورت حالت احرام میں تھی۔ چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ كَانَ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ النَّحْرِ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمَ...... [١٣٨]

''حضرت ابن عباسؓ (اپنے بھائی) حضرت فضل بن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ قربانی کی صبح اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ سوار تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آپؐ کے پاس آئی......''

٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَخِيْهِ الْفَضْلِ اَنَّهٗ كَانَ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ النَّحْرِ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمَ...... [١٣٩]

''حضرت ابن عباسؓ اپنے بھائی حضرت فضل بن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ قربانی والے دن کی صبح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آپؐ کے پاس آئی......''

٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ خَثْعَمَ سَاَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ ......[١٤٠]

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قبیلۂ خثعم کی ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے مزدلفہ کی صبح سوال کیا......''

٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَخِیہِ الْفَضْلِ قَالَ کُنْتُ رَدِیْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنْ جَمْعٍ اِلٰی مِنًی ......(١٤١)

''حضرت ابن عباسؓ اپنے بھائی فضل بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں مزدلفہ سے منیٰ کے سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔''

٥) مسلم کی ایک روایت میں یہ وضاحت بھی ہے کہ یہ عورت اکیلی نہ تھی' بلکہ عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ تھی۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فَدَفَعَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَاَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ وَکَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ اَبْیَضَ وَسِیمًا فَلَمَّا دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَرَّتْ بِہٖ ظُعُنٌ یَجْرِیْنَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ یَنْظُرُ اِلَیْھِنَّ ......(١٤٢)

''رسول اللہ ﷺ سورج طلوع ہونے سے پہلے مشعر حرام سے روانہ ہوئے اور آپؐ نے حضرت فضل بن عباسؓ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور حضرت فضل بن عباسؓ خوبصورت بالوں والے سفید رنگ کے ایک وجیہہ انسان تھے۔ جب آپؐ نے کوچ کیا تو آپؐ کے پاس سے کچھ اونٹ گزرے کہ جن میں ہر ایک پر ایک عورت بیٹھی تھی تو حضرت فضل بن عباسؓ اُن عورتوں کی طرف دیکھنے لگے......''

مذکورہ بالا اور اس طرح کی اور بہت ساری روایات سے یہ بات صریحاً ثابت ہوتی ہے کہ حضرت فضل بن عباسؓ والا یہ واقعہ قربانی والے دن کی صبح مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جاتے ہوئے پیش آیا۔ پس ثابت ہوا کہ وہ عورت حالتِ احرام میں تھی۔ اور حالت احرام میں عورت کے لیے اپنا چہرہ کھلا رکھنا مشروع ہے لہٰذا اس حدیث سے چہرے کے پردے کے عدم وجوب پر دلیل پکڑنا صحیح نہیں ہے۔

<u>علامہ البانی کا دوسرا دعویٰ</u>: علامہ البانی نے ابن حجرؒ کے حوالے سے دوسرا دعویٰ یہ کیا ہے کہ ابن حجر بھی اس بات کے قائل تھے کہ وہ عورت حالت احرام میں نہ تھی۔ علامہ البانی لکھتے ہیں:

فقد قدمنا عن الحافظ نفسه ان سؤال الخثعمية للنبی ﷺ انما کان بعد رمی جمرة العقبة۔ ای بعد التحلل فکأن الحافظ نسی ما کان حققه هو بنفسه رحمه الله تعالیٰ

''ہم حافظ ابن حجر کے حوالے سے یہ بات پہلے بیان کر چکے ہیں کہ خود ابن حجر کا کہنا یہ ہے کہ خثعمیہ عورت کا آپؐ سے سوال کرنا جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد کا واقعہ ہے' یعنی

احرام کھول دینے کے بعد۔ایسا محسوس ہوتا ہے حافظ ابن حجرؒ نے جس بات کا اثبات کیا تھا اس کو بھول گئے (اور یہ کہہ دیا کہ وہ عورت حالتِ احرام میں تھی)۔''

جواب دعویٰ: حافظ ابن حجر کے حوالے سے علامہ البانی نے جو قول نقل کیا ہے اس کے صحیح الفاظ یہ ہیں:

ویحتمل ان یکون سوال الخثعمیة وقع بعد رمی جمرة العقبة

''اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ خثعمیہ عورت کا یہ سوال جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد ہوا ہو''۔

حافظ ابن حجر نے اپنی اس عبارت میں احتمال پیش کیا ہے اور ان کا یہ احتمال فتح الباری کی جلد۴' ص ۶۷ میں موجود ہے' جبکہ آگے چل کر فتح الباری کی جلد۱۱' ص۱۰ میں ابن حجر نے اپنے اسی احتمال کو ردّ کرتے ہوئے صریحاً اپنا موقف ان الفاظ میں پیش کیا:

قلت :وفی استدلاله بقصة الخثعمية لما ادعاه نظر ' لانها كانت محرمة

''میں (ابن حجر) یہ کہتا ہوں کہ ابن بطال کا خثعمیہ عورت کے قصے سے استدلال کرنا محل نظر ہے' کیونکہ وہ حالت احرام میں تھی۔''

ابن حجر نے اپنے قول اوّل میں اس بات کا احتمال پیش کیا تھا کہ ہوسکتا ہے یہ واقعہ حالتِ احرام کے بعد کا ہو۔لیکن اپنے قول ثانی کے ذریعے خود ہی اپنے اس احتمال کا ردّ بھی کر دیا۔لہٰذا ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجر کا موقف بھی یہی ہے کہ جب فضل بن عباس کا یہ واقعہ ہوا اُس وقت وہ عورت حالت احرام میں تھی۔کیونکہ حافظ ابن حجر کا دوسرا قول مؤخر ہے۔

علامہ البانیؒ کا تیسرا دعویٰ:

ثم هب انها كانت محرمة ' فان ذلك لا يخدج فی استدلال ابن بطال المذكور البتة ذلك لان المحرمة تشترك مع غير المحرمة فی جواز ستر وجهها بالسدل عليه...... ففی هذا دليل ايضاً علی ان الستر المذكور لا يجب علی المرأة ولو كانت جميلة

''پھر اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ عورت حالتِ احرام میں تھی تو بھی ابن بطال کا استدلال مذکور صحیح ہے' کیونکہ ''محرمہ'' اور ''غیر محرمہ'' دونوں کے لیے اپنے چہرے کو کپڑے سے ڈھانپنا جائز ہے۔جیسا کہ آگے آنے والی احادیث سے ظاہر ہو رہا ہے۔''محرمہ'' کے لیے واجب صرف یہ ہے کہ نقاب نہ اوڑھے۔اگر عورت کا

اجنبی آدمیوں کے سامنے اپنے چہرے کا کھولنا جائز نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس عورت کو اپنے چہرے پر کپڑا لٹکانے کا حکم دیتے' جیسا کہ ابن حزم نے کہا ہے' خاص طور پر جبکہ وہ عورت بہت زیادہ حسین اور جمیل بھی تھی اور حضرت فضل بن عباسؓ کے بارے میں یہ خطرہ موجود تھا کہ وہ اس عورت کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے' اس کے باوجود آپؐ نے اس عورت کو اپنے چہرے پر کپڑا لٹکانے کا حکم نہ دیا' بلکہ حضرت فضل بن عباس کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا' پس اس میں دلیل ہے کہ چہرے کا پردہ عورت کے لیے واجب نہیں ہے چاہے وہ خوبصورت ہی کیوں نہ ہو۔''

علامہ البانی کے بقول اس عورت کے لیے حالت احرام میں اپنا چہرہ ڈھانپنا جائز تھا' لیکن اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو چہرہ ڈھانپنے کا حکم نہ دیا بلکہ حضرت فضل ابن عباس کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا' اور آپؐ کا یہ عمل اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کے لیے چہرے کا پردہ واجب نہیں ہے۔

جواب دعویٰ: استدلال کا جو انداز علامہ البانی نے ابن حزم کے حوالے سے اختیار کیا ہے' یہ استدلال کا کوئی معروف طریقہ کار نہیں ہے۔ بات واضح ہے کہ اس عورت کے لیے جس طرح چہرے کو حالتِ احرام میں ڈھانپنا جائز تھا اس طرح کھلا رکھنا بھی مشروع تھا۔ اب رسول اللہ ﷺ نے فتنے کے اندیشے کے پیشِ نظر حضرت فضل بن عباس کے چہرے کو پکڑ کر دوسری طرف کر دیا اور اس عورت کو پردے کا حکم نہ دیا' اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے چہرے کا پردہ واجب نہیں ہے؟ اصل مقصد اُس وقت پیدا ہونے والے فتنے کو ختم کرنا تھا۔ اس کا ایک طریقہ کار تو یہ تھا کہ آپؐ اس عورت کو حکم دیتے اور وہ اپنے چہرے پر اپنی چادر لٹکا لیتی۔ دوسرا طریقہ کار یہ تھا کہ آپؐ حضرت فضل بن عباس کو غضِ بصر کا حکم دیتے۔ اور آپؐ نے دوسرے طریقے کو اختیار کیا۔ پہلے طریقے کو اختیار نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اس میں مشقت زیادہ تھی' کیونکہ معاملہ صرف ایک عورت کا نہ تھا۔

جیسا کہ مسلم کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فضل بن عباس عورتوں کے ایک گروہ کو دیکھ رہے تھے اور وہ خاتون بھی اس گروہ میں شامل تھی۔ اب یا تو رسول اللہ ﷺ ان سب عورتوں کو پردے کا حکم دیتے باوجود اس کے کہ ان کے لیے چہرہ کھلا رکھنا مشروع تھا' یا آپؐ حضرت فضل بن عباس کی اصلاح کرتے۔ آپ ﷺ نے دوسرے راستے کو اختیار کیا جس میں مشقت کم تھی۔ علاوہ ازیں اللہ کے رسول ﷺ کا حضرت فضل کے چہرے کا رُخ

موڑنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ چہرے کا پردہ ہے' کیونکہ چہرہ نسوانی حسن کا مرکز اور محل فتنہ ہے اور نتیجۃً صنفی آوارگی کے اسباب و ذرائع میں سے ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے حضرت فضل کے چہرے کو دوسری طرف پھیرنے سے ہی یہ ثابت ہو رہا ہے کہ چہرہ ڈھانپنا ضروری ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فتنے کے اندیشے سے ان کے چہرے کا رُخ دوسری طرف کیا تو ہم ان کے جواب میں یہی کہیں گے کہ ہم تو شروع سے ہی یہ بات کر رہے ہیں کہ چہرہ محل فتنہ ہے' اس وجہ سے اس کا پردہ واجب ہے۔

دلیل ثانی :

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَلَا اِقَامَةٍ ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلٰى بِلَالٍ فَاَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَحَثَّ عَلٰى طَاعَتِهٖ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى اَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ فَاِنَّ اَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ فَقَامَتِ امْرَاَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لِاَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ)) قَالَ فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِيْنَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ اَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ (۱۴۳)

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نمازِ عید میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا' تو آپؐ نے خطبہ سے پہلے نماز کو بغیر اذان و اقامت کے شروع کیا' پھر آپؐ حضرت بلالؓ کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا اور اس کی اطاعت کی ترغیب دلائی اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔ پھر آپؐ عورتوں کے پاس آئے اور ان سے کہا تم صدقہ کیا کرو' کیونکہ تم میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہیں۔ عورتوں کے درمیان سے ایک عورت کھڑی ہوگئی جو کہ پچکے رخساروں والی تھی۔ اس عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ایسا کیوں ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا: ''یہ اس وجہ سے ہوگا کہ تم بہت زیادہ شکایت اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔'' راوی کہتے ہیں کہ وہ عورتیں اپنے زیورات میں سے کانوں کی بالیاں اور ہاتھوں کی انگوٹھیاں اتار اتار کر حضرت بلالؓ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔''

اس حدیث میں '' سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ '' کے الفاظ سے منکرین حجاب یہ دلیل پکڑتے ہیں

کہ اس عورت کا چہرہ کھلا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو چہرہ ڈھانپنے کا حکم نہ دیا۔ حالانکہ یہ استدلال درست نہیں ہے۔ اس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

ا) عورت کے چہرے سے اتفاقاً کپڑے کا سرک جانا: اس بات کا قوی احتمال موجود ہے کہ جس عورت نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تھا وقتی طور پر اس کے چہرے سے کپڑا کھسک گیا ہو۔

ل) اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اُس زمانے میں کپڑوں کی کمی تھی۔ عورتوں کے پاس اپنا پورا جسم ڈھانپنے کے لیے بھی کپڑا موجود نہ ہوتا تھا۔ جیسا کہ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ' قَالَتِ امْرَاَةٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ :((لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا)) (۱۴۴)

''حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم عیدین کے دنوں میں حیض والی اور پردہ نشین عورتوں کو بھی نکالیں اور وہ مسلمانوں کی جماعت اور دعا میں شریک ہوں' اور حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔ تو ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ہم میں سے کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی سہیلی اپنی چادر میں اس کو بھی شریک کرے''۔

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کپڑا کم ہونے کی وجہ سے دو دو عورتیں بعض اوقات ایک ہی چادر اپنے اوپر لپیٹ کر عید کی نماز کے لیے آتی تھیں۔ ایسے حالات میں کسی عورت کے چہرے سے عارضی طور پر چادر کا سرک جانا بالکل فطری بات ہے' خصوصاً جبکہ وہ عورت سوال کرنے کے لیے بھی کھڑی ہوتی ہو۔

ب) بعض دوسری روایات سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ اس عورت کے چہرے سے چادر وقتی طور پر کھسک گئی تھی۔ حضرت جابر بن عبداللہ واحد صحابی ہیں جنہوں نے یہ روایت بیان کرتے وقت اس عورت کے حوالے سے '' **سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ** '' کے الفاظ بیان کیے ہیں' جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم جب اسی روایت کو بیان کرتے ہیں تو عورت کے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے کا تذکرہ تو کرتے ہیں لیکن اس عورت کے چہرے کے حوالے سے '' **سَفْعَاءُ**

الْخَدَّیْنِ'' کی صفت بیان نہیں کرتے' جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت جب آپؐ سے سوال کرنے کے لیے کھڑی ہونے لگی تو اس وقت عارضی طور پر اس کی چادر یا اس کی سہیلی کی چادر اس کے چہرے سے کھسک گئی اور اس دوران میں حضرت جابرؓ کی نگاہ اس عورت پر پڑی اور انہوں نے اس کے چہرے کی اس صفت کو بھی ساتھ ہی بیان کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ ہیں:

فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ لَا يَدْرِی الْحَسَنُ مَنْ هِیَ (١٤٥)

''ایک عورت نے آپؐ کو جواب دیا' اور کسی نے جواب نہ دیا۔ اس نے کہا: ''ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ'' اور حسن کو یہ معلوم نہیں کہ وہ عورت کون تھی۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ہیں:

فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: وَلِمَ ذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ (١٤٦)

''اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ ایسا کیوں ہوگا؟''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ ہیں:

فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ جَزْلَةٌ: وَمَالَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ (١٤٧)

''تو ان میں سے ایک رائے رکھنے والی عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوگا؟''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لَيْسَتْ مِنْ عِلْيَةِ النِّسَاءِ اَوْ مِنْ اَعْقَلِهِنَّ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْمَ اَوْلِمَ اَوْ بِمَ؟ (١٤٨)

''تو ایک عورت نے کہا جو کہ سربرآوردہ اور زیادہ عقلمند لوگوں میں سے نہیں تھی: اے اللہ کے رسول ﷺ! ایسا کیوں یا کس وجہ سے ہوگا؟''

مذکورہ بالا روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ''سَفْعَاءُ الْخَدَّیْنِ'' کے الفاظ نقل کرنے میں حضرت جابرؓ منفرد ہیں اور باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب اس روایت کو نقل کرتے ہیں تو صرف عورت کا تذکرہ کرتے ہیں' جبکہ اس کی صفت ''سَفْعَاءُ الْخَدَّیْنِ'' کا ذکر نہیں کرتے' جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس عورت کے چہرے سے عارضی طور پر کپڑا کھسک گیا تھا اور اس دوران حضرت جابرؓ کی نظر اس عورت پر پڑی اور انہوں نے اس عورت کی نشاندہی

کے لیے اس کی مذکورہ صفت کو بھی نقل کر دیا' جیسا کہ بعض دوسرے صحابہؓ نے بھی اس عورت کی تعیین کے لیے اس کی بعض صفات کو نقل کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے ''جزلة'' ''صاحب رائے خاتون'' جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ''لَیْسَتْ مِنْ عِلْیَةِ النِّسَاءِ اَوْ اَعْقَلِهِنَّ'' (یعنی درمیانے درجے کی خاتون تھی) کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

۴) عورت بوڑھی تھی: بعض علماء نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ وہ عورت بوڑھی تھی لہٰذا ''قواعد'' کے حکم کے مطابق اس کے لیے چہرے کا پردہ نہ کرنے کی رخصت تھی۔ کیونکہ لفظ ''سَفْعَاءُ الْخَدَّیْنِ'' عربی زبان میں مجازاً اُس عورت کے لیے بھی بولا جاتا ہے کہ جس کی ساری زندگی محنت و مشقت میں گزری ہو اور اس محنت و مشقت کی وجہ سے اس کا چہرہ مرجھا گیا ہو اور رنگ اور خدوخال متغیر ہو گئے ہوں۔ جیسا کہ ایک روایت میں یہ الفاظ اس معنی میں استعمال بھی ہوئے ہیں۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا وَامْرَاَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ —— وَاَوْمَاَ يَزِيْدُ بِالْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ —— امْرَاَةٌ آمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى يَتَامَاهَا حَتّٰى بَانُوْا اَوْ مَاتُوْا)) (۱۴۹)

''حضرت عوف بن مالک الاشجعیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور پچکے گالوں والی عورت قیامت کے دن اِن دو انگلیوں کی طرح ہوں گے —— اور یزید (راوی) نے درمیانی اور شہادت والی انگلی کی طرف اشارہ کیا —— یہ وہ حسب نسب والی خوبصورت عورت ہے جس کا خاوند فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بچوں کی خاطر اپنے آپ کو (نئی شادی سے) روکے رکھا یہاں تک کہ اولاد بڑی ہو گئی یا وہ عورت مر گئی۔''

اس روایت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ لغت عرب میں مجازاً ''سَفْعَاءُ الْخَدَّیْنِ'' کا لفظ ایسی عورت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے کہ جس کے چہرے کا رنگ مصائب و تکالیف اور سخت مشقت کی وجہ سے متغیر ہو گیا ہو۔ اس معنی کو سامنے رکھتے ہوئے بعض علماء نے ''سَفْعَاءُ الْخَدَّیْنِ'' کا ترجمہ ''پچکے گالوں والی عورت'' کیا ہے' یعنی جس کے چہرے کا رنگ و خدوخال متغیر ہونے کی وجہ سے اس میں کسی قسم کی کشش باقی نہ رہی تھی اور علاوہ ازیں وہ عمر کے اس حصے کو پہنچ چکی تھی کہ جس کے لیے قرآن میں لفظ ''قَوَاعِد'' استعمال ہوا ہے۔ یہ وضاحت اتنی قوی

ہے کہ کسی دوسری توجیہہ کی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

۳) حجاب کی فرضیت سے پہلے کا واقعہ: بعض نے اس حدیث کے بارے میں یہ رائے پیش کی ہے کہ یہ حجاب کی فرضیت سے پہلے کا واقعہ ہے' کیونکہ نماز عید ۲ ہجری میں شروع ہوئی جبکہ سورۃ الاحزاب کی آیت جلباب بعض علماء کے نزدیک ۳ ہجری میں' بعض کے نزدیک ۴ ہجری میں اور بعض کے نزدیک ۵ ہجری میں نازل ہوئی۔ لہٰذا یہ امکان موجود ہے کہ یہ واقعہ آیۂ جلباب کے نزول سے پہلے کا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب!

دلیل ثالث:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِئْتُ اَهَبُ لَكَ نَفْسِيْ قَالَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيْهَا وَصَوَّبَهٗ ثُمَّ طَاْطَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاْسَهٗ فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ اَنَّهٗ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ (۱۵۰)

''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنے نفس کو آپؐ کے لیے ہبہ کیا۔ آپؐ نے اس کی طرف دیکھا اور اس کا اچھی طرح جائزہ لیا' پھر آپؐ نے اپنا سر جھکا لیا۔ جب عورت نے دیکھا کہ آپؐ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو وہ بیٹھ گئی۔''

ا) اس حدیث میں کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ اس عورت کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ بلکہ اس حدیث سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت پردے میں تھی' کیونکہ ''فَصَعَّدَ النَّظَرَ فِيْهَا وَصَوَّبَهٗ'' کا معنی ابن حجر نے ''وَالْمُرَادُ انه نظر اعلاها واسفلها'' بیان کیا ہے۔ یعنی مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے اوپر والے حصے اور نیچے والے حصے کو دیکھا۔ جبکہ امام نووی نے ''صَعَّدَ'' کے معنی ''رفع'' یعنی نظر بلند کرنے کے اور ''صَوَّبَ'' کے معنی ''خفض'' یعنی نظر پست کرنے کے کیے ہیں۔ یعنی آپؐ نے اس عورت کے جسم پر اوپر نیچے نظر ڈال کر دیکھا۔ اگر ان الفاظ سے کوئی یہ ثابت کرنا چاہے کہ وہ عورت پردے میں نہ تھی' کیونکہ آپؐ نے اس کی طرف دیکھا' اس لیے کہ اگر وہ پردے میں تھی تو اس کو دیکھنے کا کیا مطلب ہے' یہ استدلال غلط ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں الفاظ ہیں کہ آپؐ نے اس عورت کے اوپر والے اور نیچے والے دونوں حصوں پر نظر ڈالی۔ اگر اوپر والا حصہ کھلا تھا تو نیچے والا حصہ بھی کھلا ہونا چاہیے۔ دونوں حصوں میں فرق کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیکن منکرین

حجاب نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ اوپر والا حصہ یعنی عورت کا چہرہ کھلا تھا' اور انہوں نے نیچے والے حصے کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے' حالانکہ جس دلیل سے وہ اوپر والے حصے کو کھلا ثابت کر رہے ہیں اسی دلیل سے اس عورت کا نیچے والا حصہ یعنی پنڈلیاں' پاؤں وغیرہ بھی کھلا ہونا ثابت ہوتا ہے' جو صریح نصوص کے اور خود منکرین حجاب کے موقف کے بھی خلاف ہے' خصوصاً پنڈلی کے ستر میں داخل ہونے پر علمائے اُمت کا اجماع ہے۔ حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے قد اور جسم وغیرہ کے بارے میں جائزہ لیا تھا' کیونکہ عرب شادی کرتے وقت موٹی عورتوں کو ترجیح دیتے تھے۔ بلکہ صحیح روایات سے پتا چلتا ہے کہ عرب میں عورتوں کے جسم کا موٹا ہونا باقاعدہ خوبصورتی میں شمار ہوتا تھا۔ پس ثابت ہوا کہ اس حدیث سے چہرے کے پردے کے عدم وجوب پر استدلال درست نہیں ہے۔

ب) اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ اس عورت کا چہرہ کھلا تھا تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس عورت نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نکاح کے لیے پیش کیا تھا' اور جس سے نکاح کا ارادہ ہو اُس کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ منکرین حجاب نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس عورت نے اللہ کے رسول ﷺ سے نکاح کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا تھا' جبکہ تمام اہل مجلس اس کو دیکھ رہے تھے۔ منکرینِ حجاب کی یہ بات غلط ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس عورت نے اصلاً تو اپنے آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نکاح کے لیے پیش کیا' لیکن اللہ کے رسول ﷺ کا ارادہ نہ ہونے کی صورت میں اہل مجلس کے لیے بھی اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ جیسا کہ اس روایت میں آگے چل کر اس بات کا تذکرہ ملتا ہے کہ آپؐ نے اس عورت کا نکاح اہل مجلس میں موجود ایک ایسے شخص سے کر دیا جو کہ اس سے نکاح کرنے کی خواہش رکھتا تھا۔ کیونکہ قرآن کی آیت ﴿اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا﴾ کے نزول کے بعد تمام عورتوں کو اس بات کا علم تھا کہ اگر کوئی عورت اپنے آپ کو اللہ کے رسولؐ کے لیے ہبہ بھی کرتی ہے تو اللہ کے رسول ﷺ کے لیے ضروری نہیں ہے کہ اس کو اپنے نکاح میں لیں' بلکہ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے انکار کی گنجائش بھی موجود ہے۔ اسی احتمال کو سامنے رکھتے ہوئے اس عورت نے اپنے آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کے لیے پیش کیا' جیسا کہ روایت کے شروع کے الفاظ بتا رہے ہیں' اور انکار کی صورت میں اہل مجلس کے لیے پیش کیا' جیسا کہ روایت کے آخر میں موجود ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کا نکاح جب اہل مجلس میں موجود ایک شخص سے

کر دیا تو اس عورت نے اس نکاح پر کوئی انکار نہ کیا‘ جس سے ثابت ہوا کہ اس عورت نے اپنے آپ کو صرف اللہ کے رسول ﷺ کے لیے پیش نہ کیا تھا۔ (جاری ہے)

حواشی

۱۲۸) سنن النسائی‘ کتاب الزینة‘ باب الخضاب للنساء۔
۱۲۹) صحیح البخاری‘ کتاب الصلاة‘ باب وجوب الصلاة فی الثیاب۔
۱۳۰) سنن الترمذی‘ کتاب الادب‘ باب ما جاء فی احتجاب النساء من الرجال۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔
۱۳۱) سنن ابی داوٗد‘ کتاب اللباس‘ باب فی قول اللّٰہ تعالٰی : ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾
۱۳۲) تحفة الاحوذی‘ علامه عبدالرحمٰن مبارکپوری‘ جلد٤‘ ص ١٥‘ نشر السنة ملتان۔
۱۳۳) شرح صحیح مسلم‘ امام نووی‘ کتاب الطلاق‘ باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها ۔
۱۳٤) صحیح البخاری‘ کتاب الحج‘ باب حج المرأة عن الرجل۔
۱۳۵) فتح الباری‘ جلد ١١‘ ص ١٠‘ المکتبة السلفية۔
۱۳٦) حواله مذکوره بالا۔
۱۳۷) حجاب المرأة المسلمة‘ علامه البانی‘ ص ٢٩۔
۱۳۸) سنن النسائی‘ کتاب آداب القضاة‘ باب الحکم بالتشبيه والتمثيل وذکر الاختلاف علی الولید۔
۱۳۹) سنن ابن ماجه‘ کتاب المناسك‘ باب الحج عن الحی اذا لم یستطع۔
۱٤۰) سنن النسائی‘ کتاب مناسك الحج‘ باب الحج عن الحی الذی لا یستمسك علی الرحل۔
۱٤۱) رواه احمد‘ جلد ١‘ ص ٣٤٨۔
۱٤۲) صحیح مسلم‘ کتاب الحج‘ باب حجة النبی ﷺ۔
۱٤۳) صحیح مسلم‘ کتاب صلاة العیدین۔
۱٤٤) حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔
۱٤۵) صحیح البخاری‘ کتاب تفسیر القرآن‘ باب اذا جاءكَ المؤمنات یبایعنكَ۔
۱٤٦) سنن الترمذی‘ کتاب الایمان عن رسول اللّٰہ ﷺ‘ باب ما جاء فی استکمال الایمان وزیادته ونقصانه۔
۱٤۷) سنن ابن ماجه‘ کتاب الفتن‘ باب فتنة النساء۔
۱٤۸) مسند احمد : ٣٩٣٧۔
۱٤۹) سنن ابی داوٗد‘ کتاب الادب‘ باب فی فضل من عال یتیما۔
۱۵۰) صحیح البخاری‘ کتاب النکاح‘ باب تزویج المعسر۔